بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُنیا میں ابتدائے آفرینش سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جب بھی الٰہ واحد کے ماننے والوں نے ایمان کی دعوت دی اور گمراہی پھیلانے والے طاغوتوں کا انکار کیا تو طاغوت کے پرستار خاموش نہیں رہے بلکہ انہوں نے دعوت کی مخالفت اور طاغوت کا دفاع کرنے پر پورا زور صَرف کر دیا.... کچھ ایسی ہی روش احمد بن حنبل کا دفاع کرنے والے اختیار کر رہے ہیں۔

۱۔ طبقات حنابلہ میں احمد بن حنبل کا بیان کردہ عقیدہ "عود روح" کہ مُردہ جسم میں اسی قبر میں رُوح لوٹائی جاتی ہے، ساڑھے گیارہ سو سال سے بالاتفاق مشہور و معروف رہا ہے اور قبر پرستی کی بنیاد فراہم کرتا رہا ہے، لیکن آج تک کسی نے یہ نہ کہا کہ یہ ان کا عقیدہ نہیں ہے۔ جب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو ان کے عقیدت مند اپنے امام کے دفاع کی ناکام کوشش میں لگ گئے ہیں، اور کوئی ٹھوس دلیل نہ پاکر یہ شوشہ چھوڑا کہ خط جس میں عقیدہ مذکور ہے غیر معروف، غیر مقبول ہے حالانکہ صحیح بات اس کے برخلاف ہے۔ ان کی یہ بات ساڑھے گیارہ سو سال سے اُمت میں مقبول و عام رہی ہے اسی لئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:

واما رسالة احمد بن حنبل الی مسدد بن مسرهد فهی مشهورة عند اهل الحدیث والسنه من اصحاب احمد وغیرهم، تلقوها بالقبول، (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد پنجم ص۳۹۶)

ترجمہ: اور رہا احمد بن حنبل کا خط مسدد ابن مسرھد کے نام تو یہ حدیث

اور سنّت کے اہلِ علم اور احمد بن حنبل کے اصحاب وغیرہ میں مشہور ہے
اور انہوں نے اس کو قبولیت کا درجہ دیا ہے۔"

۲۔ صاف ظاہر ہے کہ خط اور اس کے متن کے مشہور و معروف اور مقبول ہونے کی وجہ سے کسی قسم کے ریب و شک کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہی اسی لئے اس کو آج تک چیلنج نہیں کیا دراصل "حنبل دفاع" تحریک کے اُٹھانے والوں نے کم علم لوگوں کو فریب دینے کے لئے عام خبر کو حدیث کی حیثیت دینے کی کوشش کی ہے تاکہ اس خود ساختہ اصول کو اپنے دفاعی مقصد کے لئے استعمال کریں۔ لیکن وہ اس امرِ مسلّمہ کو کیسے جھٹلائیں گے کہ حدیث کی اصطلاح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم __________ کے قول و فعل اور تقریر کے لئے مخصوص ہے جبکہ خبر کوئی بھی تاریخی واقعہ یا کسی کا قول ہو سکتی ہے۔ اس طرح ہر حدیث ایک قسم کی خبر ضرور ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں۔ یہی محدّثین کا کہنا ہے۔

لہٰذا احمد بن حنبل کا یہ خط صرف ایک خبر ہے اور وہ بھی ایسی مشہور و معروف و مقبول کہ جیسے خود ان کی شخصیت' ان کے حالات وعقائد پر لکھی جانے والی کوئی مفصل کتاب ایسی نہ ملے گی جس میں اس کا ذکر نہ ہو بلکہ لکھنے والوں نے تو اسے ان کے "عقائد کا آئینہ دار" بتایا ہے اور کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

۳۔ جب یہ حنبلی اس حقیقت پر مبنی دلیل کا سامنا نہ کر سکے تو انداز بدل کر کہا کہ اگر خبر مشہور و معروف تھی تو امام بخاری و مسلم وغیرہ کو معلوم ہونی چاہیئے تھی اور انہیں لازماً احمد بن حنبل پر فتویٰ لگانا چاہیئے تھا اور ہم تک ان کا فتویٰ بھی پہنچنا چاہیئے تھا۔ اب کیونکہ ہم تک کوئی ایسی خبر نہیں پہنچی

لہٰذا یہ خبر مشہور نہیں، کیا خوب طرزِ استدلال ہے اور فن کارانہ انداز ہے۔

اب ذرا ان سے پوچھیے کہ کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت یا دلیل ثابت کرنے کے لیے ہے کہ یہ ائمہ احمد بن حنبل کے اس خط اور اس میں مذکور عقیدے سے آگاہ تھے اور پھر انہوں نے فتویٰ نہیں لگایا؟ کیا تیسری صدی کی کوئی خبر مشہور و معروف اسی وقت کہلائے گی جبکہ امام بخاری و امام مسلم سبھی کے علم میں ہو؟ کیا اس دور کے کافر و مشرک پر فتویٰ اسی وقت لگایا جائے گا جبکہ ان متقدمین میں سے کسی نے اس پر فتویٰ لگایا ہو؟ اور کیا یہ اُصول ہے کہ کسی کافر و مشرک کو کافر و مشرک اسی وقت کہا جائے گا جب پہلے کسی نے اسے کافر و مشرک کہا ہو۔ اب اگر کوئی اعتراض کر بیٹھے کہ عبداللہ بن سبا کے اوپر متقدمین خصوصاً امام بخاری و مسلم کا فتویٰ تو نہیں ملتا تو کیا اس کو مومن کہا جائے گا یا اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا جائے گا؟

۴۔ اس نظریہ سکوت کے حامل افراد ایک اشکال یہ اٹھاتے ہیں کہ طبقات حنابلہ میں احمد بن حنبل کا عذابِ قبر کا عقیدہ کئی جگہ آیا ہے لیکن اعادہ روح کی بات صرف ایک جگہ مذکور ہے ایسا کیوں ہے؟ یہ بھی دفاع کے لئے حیلہ جوئی کا ایک انداز ہے ورنہ یہ کوئی اشکال والی بات نہیں ہے۔ یہ جو کہا جا رہا ہے یہ طبقات حنابلہ میں مختلف شاگردوں کی روایات ہیں خط نہیں لیکن ظاہر ہے وہ خط جو مسدد ابن مسرھد کو لکھا گیا ہے وہ ہر دور میں مشہور و مقبول رہا ہے۔ مزید یہ کہ ایسے معاملات تو احادیث میں بھی ملتے ہیں جیسے اُمّ حرام رضی اللہ عنہا والی روایت جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب دیکھنے کا ذکر آیا ہے۔ بخاری میں پانچ مقامات پر آئی ہے اور دوسرے محدثین بھی اپنی کتب احادیث میں اس روایت کو لائے ہیں لیکن یہ الفاظ

اول جیش من امتی .... " بخاری میں پانچ روایات میں سے صرف ایک میں ہیں تو کیا آپ کے خود ساختہ اصول کے لحاظ سے اس حدیث کو تسلیم نہ کیا جائے گا؟

۵۔ اپنے دفاعی مقصد کے لئے ایک اور عذرِ لنگ پیش کرتے ہیں کہ حنبلی فقہ کی کتاب "المغنی" میں احمد بن حنبل کی یہ بات موجود ہے کہ میّت سے کلام کرنے سے قسم نہیں ٹوٹتی اب اس طرزِ استدلال کو ہوشیاری کہا جائے یا ناسمجھی! یہ عبارت تو خالص ایک فقہی مسئلہ بیان کرتی ہے نہ کہ عقیدہ، اور سارے فقہی مسالک حتیٰ کہ دیوبندی اور بریلوی بھی اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ کلام میت سے قسم نہیں ٹوٹتی، اور دیوبندی و بریلوی تو سماع موتیٰ اور اعادہ رُوح کے بھی قائل ہیں، اس کے برخلاف ابو حنیفہؒ نے فقہی مسئلہ کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی بیان کردیا جس کو ان کے ماننے والے نقل کرتے ہیں کہ مُردہ نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ اب اس کتاب "المغنی" کی اس عبارت کو کس ہوشیاری سے نظر انداز کر جاتے ہیں جس سے حمد بن حنبل کا سماع موتیٰ اور عود روح کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

(فصل) فاما التلقين بعد الدفن فلم أجد فيه عن أحمد شيئا و لا أعلم فيه للأئمة قولا سوى ما رواه الاثرم قال قلت لأبي عبد الله فهذا الذى يصنعون إذا دفن الميت يقف الرجل ويقول يا فلان ابن فلان اذكر ما فارقت عليه شهادة أن لا إله الا الله، فقال ما رأيت أحدا أفعل هذا الا أهل الشام حين مات أبو المغيرة جاء انسان فقال ذاك، قال وكان أبو المغيرة يروى فيه عن أبي بكر

بن أبي مريم عن اشياخهم أنهم كانوا يفعلونه وكان ابن عياش

يرويه۔ ثم قال فيه انما لا ثبت عذاب القبر۔ (المغنی جلد دوم ص۵۰۶)

ترجمہ: تلقین بعد از دفن کے بارے میں احمد سے کوئی چیز نہیں ملی اور نہ اماموں کا قول میرے علم میں ہے، سوائے (امام احمد کے شاگرد) اثرم کی روایت کے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) سے کہا جب میّت دفن کی جاتی ہے تو یہ لوگ یہ سب کیا کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ اے فلاں ابن فلاں تو یاد کر اس چیز کو جس پر تو جدا ہوا ہے (دُنیا سے) یعنی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں؟ تو انہوں (احمد) نے کہا میں نے اہلِ شام کے علاوہ کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ جب ابوالمغیرہ کی وفات ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس شخص نے یہی کہا اس نے کہا کہ ابوالمغیرہ اس بارے میں ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کیا کرتے تھے، اور وہ اپنے شیوخ سے کہ وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور ابن عیاش اس کو روایت کیا کرتے تھے پھر (احمد) نے کہا کہ **اس سے عذابِ قبر ثابت ہوا۔**"

(المغنی، جلد ثانی ص۵۰۶)

یہ احمد بن حنبل کے اسی دنیاوی قبر میں سوال وجواب اور عذاب کے عقیدے کا کھلا ثبوت ہے۔

٦۔ اس طرح مسائل احمد بن حنبل کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ:۔

"عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے ارواح موتیٰ کے متعلق دریافت کیا....."۔

(مسائل احمد بن حنبل، ص۱۴۵۔۱۴۶)

یہ بھی اس قسم کا طرزِ استدلال ہے کہ سوال کچھ جواب کچھ۔ عذابِ قبر کے لئے احمد بن حنبل کے عود رُوح کے عقیدہ کے خلاف دلیل یہ دی جارہی ہے کہ ارواح کہاں رہتی ہیں؟ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دُنیا کے سارے لوگ جو رُوح لوٹائے جانے کے قائل ہیں وہ بھی یہ لکھتے ہیں کہ رُوح ہمیشہ اس جسم اور اس قبر میں نہیں رہتی بلکہ سوال وجواب کے لئے لوٹائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیوبندی اور اہلحدیث وغیرہ ارواح کا مقام علیین اور سجیین بتاتے ہیں اور وہاں سے جسم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے راحت یا عذاب میں مُبتلا سمجھتے ہیں۔ جبکہ شیعہ عقیدہ کے مطابق مومنین کی ارواح وادی السلام میں رہتی ہیں اور کافروں، منافقوں، اور دشمنانِ اہلِ بیت کی روحیں وادی برھوت میں۔ (امامیہ دینیات۔ درجہ پنجم صہ ۴۶)

مزید یہ کہ آپ کی اپنی رہنما کتاب "الدین الخالص" قسط دوئم میں دنیاوی قبر میں حیات اور عذاب کے اثبات کے ساتھ ساتھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

ہمارے نزدیک مرنے کے بعد رُوح جنت یا جہنم میں چلی جاتی ہے اور قیامت تک وہیں رہتی ہے اور جسدِ عنصری کو اللہ تعالیٰ قبر میں رُوح کے تعلق کی وجہ سے راحت یا عذاب میں مُبتلا کر رکھتا ہے۔ "البتہ قبض روح کے بعد جب میت کو دفن کردیا جاتا ہے تو قبر کے سوال وجواب کے لئے اسے دوبارہ لوٹا دیا جاتا ہے"۔

حاشیہ (الدین الخالص۔ دوئم صہ ۲۳۲۔ ۲۳۳)

مندرجہ بالا وضاحت سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مسائل امام احمد بن حنبل کی عبارت سے ارواح کا جنت میں استقرار تو ثابت ہوتا ہے لیکن احمد بن حنبل کا عقیدہ "عود روح" برقرار رہتا

ہے اور رد نہیں ہوتا۔ اس سے یہ صورت ثابت ہو جاتا ہے کہ ابھی آپ کو "حیات فی القبر" اور "عذاب قبر" پر مزید مطالعہ درکار ہے تاکہ پھر آپ ایسی دلیل نہ پیش کریں۔

اب آخر میں قرآن کی اس آیت کو دلیل بنایا جا رہا ہے کہ مومن پر زنا کا الزام لگانے والے چار ثقہ گواہ پیش کریں۔ واقعی یہ مقام عبرت ہے، اور "یحرفون الکلم عن مواضعہ" ترجمہ: "بدل دیتے ہیں کلمات کو انکے مقامات سے۔" (سورۃ النساء آیت ۴۶) کی بیّن مثال بھی۔ قرآن کی آیت کا حکم کس کے بارے میں ہے اور کہاں اسکا استعمال کیا جا رہا ہے، صلوٰۃ کیلئے وضو شرط قرار دیا گیا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے وضو کی شرط لگائی جا سکتی ہے؟ آیت قرآنی کی من مانی تاویل سے گریز کیجئے اور اللہ سے ڈریئے۔ ذرا "واتقو یوماً ترجعون فیہ إلی اللہ" پر انا اور نفس کے پردہ کو چاک کر کے غور کر لیجئے کہ کہیں ایسا نہ ہو پھر مہلت نہ ملے۔ فی الحال اسکے جواب میں آپ کی اپنی بات ہی پیش خدمت ہے کہ "ہمیں تو صرف اور صرف ایک عالم ایسا بتا دیں کہ اس نے خط امام احمد بن حنبل کا مانا ہو تو مسئلہ ختم ہو جائے گا ......" (شہادت حق صہ ۳)، اس طرح آپ نے قرآنی آیت کی غلط تاویل کر کے جس اصول کی وکالت کی تھی خود اپنے زور بیان میں آکر اس کو پامال کر ڈالا۔ اب کسی کے دل میں ذرا بھی ایمان اور اعتراف حق کا جذبہ ہے تو مندرجہ بالا وضاحت کافی ہوگی۔ ورنہ لغاوت اور تفرقہ پردازی کی روش اختیار کرنے والوں اور جذبات کے اشاروں پر رقص کرنے والوں کے لئے رب ذوالجلال کی وعید ہے۔

یوم تبیض وجوہٌ وتسود وجوہٌ .... الخ (آل عمران ۱۰۶)

ترجمہ: (ڈرو اس دن سے) جس دن کہ کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ ہونگے۔ تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے (ان سے کہا جائیگا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ تو اب اس کفر کے بدلے عذاب کا مزا چکھو۔